S_1996_6_165_171

عدالت عظمیٰ رپوٹس 1996 ایس یو پی پی 6ایس سی آر

اکھل بھارتیہ سوشت کرمچاری سنگھ، بذریعے اس کی سیکرٹری و دیگران ۔

بنام۔

یونین آف انڈیا بذریعے اپنی سیکرٹری، وزارت ریلوے اور دیگران ۔

12 ستمبر 1996

کے۔رامسوامی اور جی۔بی۔پٹنائک، جسٹسز

ملازمت کا قانون:

سنیارٹی-اس وقت تک جب عام زمرے سے تعلق رکھنے والے کسی سینئر شخص کو اعلی درجے میں ترقی مل جاتی ہے اگر کسی مخصوص زمرے سے تعلق رکھنے والا جونیئر شخص جسے ابھی بھی اعلی درجے میں ترقی دی گئی تھی-ترقی یافتہ زمرے میں عام زمرے کے امیدوار کو سنیارٹی دینے کا سوال پیدا نہیں ہو سکا-فہرست کا مطلب مخصوص زمرے کے امیدوار کے لیے تھا-عام زمرے میں خالی آسامیوں کو پر کرنے کے لیے کوئی پابندی نہیں ہے یہاں تک کہ مخصوص زمرے سے تعلق رکھنے والے امیدوار کے حق میں بھی اگر ایسا امیدوار اپنی عمومی سنیارٹی کی بنیاد پر اس کا حقدار ہے۔

آر کے سابھروال اور دیگر بنام ریاست پنجاب اور دیگر، (1995) 2 ایس سی سی 745؛ یونین آف انڈیا اور دیگر بنام ویرپال سنگھ چوہان اور دیگر، (1995) 6ایس سی سی 684؛ منیجنگ ڈائریکٹر ای سی آئی حیدرآباد اور دیگر بنام بی کرونکر اور دیگر، (1993) 4 ایس سی سی 727؛ یونین آف انڈیا بنام محمد رمضان خان، (1991) 1 ایس سی سی 580؛ بھارتیہ ایڈمنسٹریٹو سروس (ایس۔سی۔ایس) بنام یونین آف انڈیا و دیگر، (1993) سپ۔1 ایس سی سی 730؛ محمد شجاع علی اور دیگر بنام یونین آف انڈیا و دیگر، (1975) 1 ایس سی آر 449؛ محمد بھکر بنام کرشنا ریڈی، (1970) ایس ایل آر 768؛ ریاست میسور بنام جی بی۔ پروہت، (1967) ایس ایل آر 753)؛ رام چندر شنکر دیودھر بنام ریاست مہاراشٹر، (1974) 1 ایس سی سی 317 اور سید خالد رضوی اور دیگر بنام. یونین آف انڈیا ودیگر، (1993) سپ۔3 ایس سی سی 575، پر انحصار کیا۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: 1996 کی خصوصی اجازت کی درخواست (سی) نمبر 16812

سنٹرل ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل، الہ آباد بنچ کے 1992 کے او اے نمبر 304 کے فیصلے اور حکم سے۔

درخواست کنندگانوں کی طرف سے راجیو دھون، منوج گوئل اور محترمہ ابھا آر شرما۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

جی بی پٹنائک، جسٹس: خصوصی اجازت کی درخواست 6 ستمبر 1996 کو ہمارے سامنے درج کی گئی تھی اور اسے مسترد کر دیا گیا تھا لیکن یہ اشارہ دیا گیا تھا کہ معقول حکم کی پیروی کی جائے گی اور اسی کے مطابق یہ حکم منظور کیا جا رہا ہے۔

غور طلب سوال یہ ہے کہ کیا سنٹرل ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل، الہ آباد بنچ نے ریلوے کی طرف سے جاری کردہ مختلف سرکولر کی تشریح پر اس کے سامنے دائر او اے کو مسترد کرنے اور آر کے سبھر وال اور دیگر بنام آر کے سبھر وال اور دیگر میں اس عدالت آئینی بنچ کے فیصلے کی پیروی کرنے میں کوئی غلطی کی ہے۔ ریاست پنجاب اور دیگر، (1995) 2 ایس سی سی 745، ریز روز مرے کے امیدوار کی ترقی کے سوال پر اس کی کیڈر میں معمول کی سنیارٹی کی بنیاد پر جس سے اسے ترقی دی جا رہی ہے۔

درخواست گزار نمبر 1 اور 2 نے 1992 کے او اے نمبر 304 دائر کیا جس میں D.S.K-I کے عہدے پر مدعا علیہ نمبر 6 شری اے ایس رانا کی ترقی کو چیلنج کیا گیا۔ درخواست کنندگان کا معاملہ یہ تھا کہ درخواست گزار نمبر 2 نے ریلوے میں 4.12.1956 پر جونیئر کلرک کے طور پر شمولیت اختیار کی۔ اور 1.4.1966 پر سینئر کلرک کے طور پر ترقی دی گئی۔ اسے 16.10.1978 پر D.S.K.-III پر ترقی دی گئی اور مزید 24.3.1989 پر D.S.K.-II پر ترقی دی گئی۔ مخصوص زمرے سے تعلق رکھنے والے مدعا علیہ نمبر 6 کو ریلوے میں جونیئر کلرک کے طور پر 30.10.1983 پر مقرر کیا گیا تھا اور اسے 16.8.1984 پر سینئر کلرک کے طور پر ترقی دی گئی تھی۔ اسے 26.11.1986 پر D.S.K.-III کے طور پر ترقی دی گئی۔ مذکورہ مدعا علیہ نمبر 6 کو مخصوص زمرے کے لوگوں کے لیے D.S.K.-II کے کیڈر میں دستیاب عہدے کے پیش نظر 8.10.1987 پر D.S.K.-II کے کیڈر میں درخواست گزار نمبر 2 میں ترقی دی گئی تھی۔ جب D.S.K-I.D.S کیڈر میں ترقی کا سوال زیر غور آیا تو میں نے کہا کہ جواب دہندہ نمبر 6 شری رانا کو ان کی تیز تر سنیارٹی کی بنیاد پر 26.2.1991 پر ترقی دی گئی تھی، انہوں نے مخصوص زمرے کا رکن ہونے کی وجہ سے تیز تر ترقی کا فائدہ اٹھایا۔ درخواست گزار نمبر 2 نے حکام کے سامنے شکایت کرتے ہوئے ایک نمائندگی دائر کی کہ مدعا علیہ نمبر 6 کو عام زمرے کے عہدے پر ترقی نہیں دی جا سکتی تھی اور حکام نے اسے غیر قانونی طور پر ترقی دی تھی۔ لیکن اس میں کامیاب نہ ہونے کی وجہ سے، ٹریبونل کے سامنے مدعا علیہ نمبر 6 کی ترقی کو چیلنج کیا۔ ریلوے انتظامیہ

نے ایسوسی ایشن کے کہنے پر کارروائی کو برقرار رکھنے کے حوالے سے کئی تکنیکی اعتراضات لیتے ہوئے ٹریبونل کے سامنے اپنا جوابی حلف نامہ دائر کیا۔ جہاں تک مقدمہ کی خوبیوں کا تعلق ہے، یہ دعویٰ کیا گیا کہ بلا شبہ جواب دہندہ نمبر 6 کو روسٹر کے بعد مخصوص اسامی کے خلاف D.S.K-III اور D.S.K.-II کے کیڈر میں ترقی دی گئی تھی لیکن جہاں تک D.S.K.-I کیڈر میں ترقی کی بات ہے یہ ان کی عام سنیارٹی کی بنیاد پر جنرل زمرے میں ایک خالی اسامی کے خلاف غور کیا گیا اور بالآخر ریلوے انتظامیہ کے جاری کردہ سرکلر کے مطابق اور اس کے وضع کردہ قانون جیسا کہ سبھر وال کے مقدمہ (سپرا) میں عدالت کے مطابق اسے ترقی دی گئی ہے۔ سبھر وال کے مقدمہ کے ساتھ ساتھ ویرپال سنگھ چوہان کے مقدمہ میں اس عدالت کے فیصلوں کی پیروی کرتے ہوئے ٹریبونل نے درخواست کو اس نتیجے پر مسترد کر دیا کہ جواب دہندہ نمبر 6 کی مبینہ ترقی اس عدالت کے فیصلے سے بہت پہلے تھی۔ سبھر وال کے معاملے میں سال 1995 میں اور پہلے ہی کی گئی ترقی میں مداخلت نہیں کی جا سکتی۔

تاہم درخواست کنندگان کی طرف سے پیش ہوئے ڈاکٹر راجیو دھون نے زور دے کر کہا کہ مخصوص زمرے کے امیدوار کی تیز تر ترقی اسے پروموشن کیڈر میں سنیارٹی نہیں دے سکتی اور اس لیے فروری 1991 میں ڈی ایس کے۔I کیڈر میں مدعا علیہ نمبر 6 کی مدلیل ترقی کو کالعدم اور غیر فعال قرار دیا جانا چاہیے اور ٹریبونل نے او اے کو مسترد کرنے میں بڑی غلطی کی ہے۔ ہمیں مذکورہ دلیل میں کوئی وقت نہیں ملتی ہے۔ سابھر وال کے معاملے میں یہ عدالت ترقی یافتہ کیڈر میں عہدے کو پر کرنے اور ریزرو پوائنٹ کی نشاندہی کرنے والے فہرستوں کے نفاذ کے سوال پر غور کر رہی تھی۔ قانونی حیثیت کی وضاحت کرتے ہوئے اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ "رننگ اکاؤنٹ" صرف اس وقت تک چلنا ہے جب تک کہ اعتراض شدہ ہدایات کے تحت فراہم کردہ کوٹہ تک نہ پہنچ جائے اور اس کے بعد نہیں۔ ابتدائی عہدوں کو پر کرنے کے بعد کیڈر میں پیدا ہونے والی آسامیوں سے کوئی دشواری نہیں ہوگی۔ جب بھی کسی مخصوص عہدے میں کوئی خالی جگہ ہو چاہے وہ مستقل ہو یا عارضی، اسے اس زمرے میں سے پر کرنا ہوتا ہے جس سے اس عہدے کا تعلق روسٹر میں ہوتا ہے لیکن روسٹر پوائنٹ پر مخصوص امیدوار کی عدم دستیابی یا عدم دستیابی کی صورت میں ریاستی حکومت اس نکتے کو منصفانہ اور منصفانہ انداز میں آگے بڑھانے کے لیے تیار ہوگی۔ جیسا کہ اوپر قانون کی نشاندہی کرنے کے بعد یہ واضح طور پر قرار دیا گیا تھا کہ اصول کو صرف متوقع طور پر کام کرنا چاہیے۔ ریزرویشن کے فیصد کی گنتی کے نقطہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے اس عدالت نے مزید فیصلہ دیا:

"جب کسی مخصوص کیڈر کے سلسلے میں ریزرویشن کا فیصد طے کیا جاتا ہے اور روسٹر ریزرو پوائنٹس کی

نشاندہی کرتا ہے، تو یہ لینا پڑتا ہے کہ مخصوص پوائنٹس پر دکھائی جانے والی آسامیاں مخصوص زمرے کے ممبروں میں سے پر کی جاتی ہیں اور عام زمرے سے تعلق رکھنے والے امیدوار مخصوص عہدوں کے لیے غور کرنے کے حقدار نہیں ہیں۔ دوسری طرف مخصوص زمرے کے امیدوار غیر مخصوص عہدوں کے لیے مقابلہ کر سکتے ہیں اور مذکورہ عہدوں پر ان کی تقرری کی صورت میں ان کا نمبر شامل نہیں کیا جا سکتا اور ریزرویشن کا فیصد طے کرنے کے لیے غور میں نہیں لیا جا سکتا۔ بھارت کے آئین کا آرٹیکل 16(4) ریاستی حکومت کو اجازت دیتا ہے کہ وہ شہریوں کے کسی بھی پسماندہ طبقے کے حق میں تقرریوں یا عہدوں کے تحفظ کے لیے کوئی بھی التزام کرے جس کی ریاست کی رائے میں ریاست کے تحت خدمات میں مناسب نمائندگی نہیں ہے۔ اس لیے ریاستی حکومت پر یہ واجب ہے کہ وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ پسماندہ طبقے/طبقات جن کے لیے ریزرویشن کیا گیا ہے، ریاستی خدمات میں مناسب نمائندگی نہیں رکھتے ہیں۔ ایسا کرتے وقت ریاستی حکومت کسی خاص پسماندہ طبقے کی کل آبادی اور ریاستی خدمات میں اس کی نمائندگی لے سکتی ہے۔ جب ریاستی حکومت ضروری مشق کرنے کے بعد ریزرویشن کرتی ہے اور مذکورہ پسماندہ طبقے کے لیے مخصوص عہدوں کی فیصد کی حد فراہم کرتی ہے تو اس فیصد پر سختی سے عمل کرنا پڑتا ہے۔ مقررہ فیصد کو صرف اس وجہ سے تبدیل یا تبدیل نہیں کیا جا سکتا کہ پسماندہ طبقے کے کچھ اراکین کو پہلے ہی عام نشستوں کے خلاف مقرر/ترقی دی جا چکی ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ پسماندہ طبقے کے لیے مخصوص روسٹر پوائنٹ کو مذکورہ طبقے کے رکن کی تقرری/ترقی کے ذریعے پر کرنا ہوتا ہے۔ کسی بھی عام زمرے کے امیدوار کو روسٹر میں کسی سلاٹ کے خلاف مقرر نہیں کیا جا سکتا جو پسماندہ طبقے کے لیے مخصوص ہے۔ یہ حقیقت کہ ریاستی خدمات میں عام نشستوں کے خلاف پسماندہ طبقے کے اراکین کی کافی تعداد میں تقرری/ترقی ریاستی حکومت کے لیے مذکورہ طبقے کے لیے ریزرویشن جاری رکھنے کے سوال کا جائزہ لینے کے لیے ایک متعلقہ عنصر ہو سکتا ہے لیکن جب تک کہ پسماندہ طبقات کے لیے مخصوص فیصد ریزرویشن فراہم کرنے والی ہدایات/قواعد نافذ ہوں تب تک ان پر عمل کرنا ہوگا۔ عام زمرے کے عہدوں کے خلاف پسماندہ طبقات سے تعلق رکھنے والے تقرریوں/ترقی پانے والوں کی کسی بھی تعداد کے باوجود دی گئی فیصد اضافی طور پر فراہم کی جانی چاہیے۔

یونین آف انڈیا اور دیگر کے معاملے میں بنام ویرپال سنگھ چوہان اور دیگر، (1995) 6 ایس سی سی 684، اس عدالت نے ترقی یافتہ زمرے میں جنرل اور مخصوص امیدوار کے درمیان تیز تر ترقی اور بین سنیارٹی کے معاملے پر دوبارہ غور کیا اور ریلوے انتظامیہ کی طرف سے جاری کردہ کئی سرکولر پر غور کرنے کے بعد کہا:

"لہذا، ترقی یافتہ زمرے میں مخصوص زمرے کے امیدواروں اور عام امیدواروں کے درمیان سنیارٹی ان کے پینل پوزیشن کے مطابق جاری رہے گی۔ہم نے یہاں بیان محاورہ 'پینل' کے معنی سے پہلے بحث کی ہے اور کہا ہے کہ غیر انتخابی عہدوں کی صورت میں کوئی 'پینل' تیار نہیں ہے یا اسے تیار کرنا ضروری نہیں ہے۔اگر ایسا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ 31.8.1982 کے سرکلر/ خط کا کیا مطلب تھا جب اس میں سینئرٹی کو پینل کے عہدے سے کنٹرول کرنے کی بات کی گئی تھی؟ ہماری رائے میں، اس کا مطلب گریڈ 'سی' کے انتخاب کے وقت سلیکٹنگ اتھارٹی کی طرف سے تیار کردہ پینل ہونا چاہیے۔یہ اس پینل میں سنیارٹی ہے جس کی عکاسی ہر اعلی گریڈ میں ہونی چاہیے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ریزرویشن کی حکمرانی تیز تر ترقی دیتی ہے، لیکن یہ تیز تر یا جسے کہا جا سکتا ہے، نتیجہ خیز برتری نہیں دیتی ہے۔تاہم، ایک ایسی صورتحال ہے جہاں اس اصول کی کوئی عملی مطابقت نہیں ہے۔کسی دی گئی صورت میں، ایسا ہو سکتا ہے کہ جب تک سینئر جنرل امیدوار کو اعلی درجے کے لیے کہا جائے، جونیئر مخصوص زمرے کے امیدوار (جسے پہلے مذکورہ اعلی درجے میں ترقی دی گئی تھی) کو ابھی تک اعلی درجے میں ترقی مل چکی ہو۔دوسرے لفظوں میں، جب تک سینئر جنرل زمرے کے امیدوار گریڈ 'بی' میں داخل ہوتے ہیں، اس کے جونیئر شیڈولڈ کاسٹ/ شیڈولڈ ٹرائب امیدوار کو گریڈ 'اے' میں ترقی دی جاتی ہے۔یہ واضح ہے کہ ایسی صورت میں، مذکورہ بالا سرکلرز میں تیار کردہ قاعدہ سینئر جنرل امیدوار کو فائدہ نہیں پہنچاتا ہے کیونکہ 'بی' گریڈ کے شخص اور 'اے' گریڈ کے شخص کے درمیان کسی سنیارٹی کا کوئی سوال نہیں ہو سکتا۔

چوہان کے معاملے میں اس عدالت نے سابھروال کے معاملے میں اس ہدایت کو قبول کر لیا کہ سابھروال کے معاملے میں فیصلے سے پہلے کی گئی فہرست کے مطابق تقرریاں قانونی اور درست ہیں۔درحقیقت، انہیں قانونی اور جائز قرار دیا گیا اور اس میں طے شدہ اصولوں کی روشنی میں سنیارٹی کا تعین کرنے کی ہدایت دی گئی۔یہ فیصلہ کیا گیا کہ جب سلیکشن پوسٹ پر ترقی کے لیے انتخاب کرتے وقت پینل/ سلیکٹ لسٹ تیار کی جائے گی تو یہ وہ پینل ہوگا نہ کہ ابتدائی گریڈ میں تقرری کے وقت تیار کردہ پینل/ سلیکٹ لسٹ جو عہدوں پر سنیارٹی کا تعین کرے گی۔یہ واضح طور پر قواعد کے مطابق مستقبل کے کیس پر لاگو ہوگا، جو چوہان کے کیس کے فیصلے میں تشریح کا موضوع ہے۔لہذا، یہ دونوں فیصلے سابھروال کے معاملے میں فیصلے کی تاریخ سے نافذ العمل ہو گئے۔اس تاریخ سے پہلے کی گئی تمام تقرریاں قانونی اور درست ہیں جن میں ترقی یافتہ عہدے یا کیڈر میں سنیارٹی کا حق بھی شامل ہے، انہیں نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔

منیجنگ ڈائریکٹر، ای سی آئی ایل، حیدرآباد اور دیگر بنام بی کرونکر اور دیگر، (1993) 4 ایس سی سی

727 میں آئینی بنچ نے فیصلے کے ممکنہ عمل کے دائرہ کار پر غور کیا اور فیصلہ دیا کہ فیصلے کی تاریخ تک برخاستگی یا فیصلے کی تاریخ سے پہلے کی گئی کارروائی کا حکم، جیسا کہ یونین آف انڈیا بنام محمد رمضان خان، (1991) 1 ایس سی سی 580 میں دیا گیا ہے، دوبارہ نہیں کھولا جا سکا۔ فیصلہ ممکنہ نوعیت کا ہوگا، یعنی یہ اس تاریخ سے نافذ العمل ہوگا جب اسے بنایا جائے گا؛ اگر انکوائری کی کاپی مجرم افسر کو فراہم نہیں کی گئی تھی، تو اس تاریخ سے حکم یا کارروائی آئین کے آرٹیکل (2)311 کے تحت متاثر ہو جائے گی۔

بھارتیہ ایڈمنسٹریٹو سروس (ایس۔سی۔ایس) بمقابلہ یونین آف انڈیا اور دیگر، (1993) ایس یو پی پی۔1 پیراگراف 14 اور 15 میں 745-46 پر ایس سی سی 730، تین ججوں کی بنچ نے فیصلہ دیا تھا کہ حق اور سود کے درمیان فرق ہے۔ کسی کو بھی ترقی یا سنیارٹی کا حق حاصل نہیں ہے، لیکن ایک افسر کو اصولوں پر عمل کر کے حاصل کی گئی سنیارٹی میں دلچسپی ہوتی ہے۔ اسے صرف درست قانون کے عمل سے ہی ہٹایا جا سکتا ہے۔

محمد شجاع علی اور دیگر بنام. یونین آف انڈیا اور دیگرز، (1975) 1 ایس سی آر 449 ایک آئینی بنچ نے ایک قاعدہ قرار دیا تھا جو حقیقی ترقی کا حق یا ترقی کے لیے غور کرنے کا حق عطا کرتا ہے، یہ ایک قاعدہ ہے جو سروس کی شرط مقرر کرتا ہے۔ محمد بھکر بنام کرشنا ریڈی (1970) ایس ایل آر 768 میں ایک اور آئینی بنچ نے فیصلہ دیا تھا کہ کوئی بھی قاعدہ جو کسی شخص کی ترقی کو متاثر کرتا ہے اس کی ملازمت کی حالت سے متعلق ہے اور من مانی یا غیر آئینی نہیں ہے۔ ریاست میسور بنام جی بی پروہت، (1967) ایس ایل آر 753 میں، تین ججوں کی ایک اور بنچ نے فیصلہ دیا تھا کہ وہ قاعدہ جو محض ترقی کے امکانات کو متاثر کرتا ہے، وہ خدمت کی شرط کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ ترقی کے امکانات خدمت کی شرط نہیں ہیں، جس اصول کو رام چندر شنکر دیودھر بنام ریاست مہاراشٹر، (1974) 1 ایس سی سی 317 میں ایک اور آئینی بنچ کے فیصلے میں دہرایا گیا تھا۔ سید خالد رضوی اور دیگر بنام. یونین آف انڈیا اور دیگرز، (1993) ایس یو پی پی۔3 ایس سی سی 575، تین ججوں کی ایک اور بنچ نے منظوری کے ساتھ حوالہ دیا اور ان مقدمات پر انحصار کیا اور صفحہ 602 پر پیراگراف 31 میں فیصلہ دیا تھا کہ کسی بھی ملازم کو ترقی کا حق نہیں ہے لیکن اسے صرف قواعد کے مطابق ترقی کے لیے غور کرنے کا حق ہے۔ ترقی کے امکانات خدمت کی شرائط نہیں ہیں اور نا قابل شکست ہیں۔ عام امیدوار اور مخصوص امیدوار کے درمیان باہمی دعوے اور پروموشنل عہدے میں ان کے سنیارٹی کے حق کے حوالے سے ایک مثال دی گئی تھی۔ جب ایک مخصوص امیدوار کو روسٹر کے مطابق ترقی دی گئی اور اسے اعلی عہدے پر ترقی ملی تو یہ مشاہدہ کیا گیا کہ اس طرح کے مخصوص امیدوار نے سینئر جنرل امیدوار پر چڑھ کر اعلی خدمت کی طرف مارچ

کیا، نچلے کیڈر میں سینئر جنرل امیدوار جسے بعد میں اعلی کیڈر میں ترقی دی گئی تھی وہ مخصوص امیدوار پر سنیارٹی کا دعوی نہیں کر سکتا۔

پی ایس گھالوت بنام ریاست ہریانہ اور دیگر، (1995)5 ایس سی سی 625 میں، دو ججوں کی بنچ نے فیصلہ دیا ہے کہ روسٹر کے مطابق بین سنیارٹی طے کرنے میں، پبلک سروس کمیشن کی طرف سے تیار کردہ میرٹ کا آرڈر ہٹ جاتا ہے اور مخصوص امیدوار کو روسٹر کے مطابق عام امیدوار پر سنیارٹی ملتی ہے، حالانکہ پبلک سروس کمیشن نے عام امیدوار کو زیادہ قابل ہونے کی سفارش کی ہے۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ جب مخصوص امیدواروں کے لیے مخصوص مقامات کے سلسلے میں ریزرویشن کی آئینی پالیسی کو نافذ کرنے کے لیے فہرست کو برقرار رکھا جاتا ہے اور عام امیدواروں اور مخصوص امیدواروں کو فہرست کے مطابق فٹ کیا جاتا ہے، تو میرٹ کا تبدیل شدہ ترتیب ہمیشہ متاثر ہوتا ہے جو من مانی یا غیر آئینی نہیں ہے۔

اس طرح جب تک عام زمرے سے تعلق رکھنے والے کسی بزرگ شخص کو اعلی درجے میں ترقی مل جاتی ہے، اگر کسی مخصوص زمرے سے تعلق رکھنے والے جونیئر شخص، جسے پہلے مذکورہ اعلی درجے میں ترقی دی گئی تھی، کو اب بھی اعلی درجے میں ترقی دی گئی ہے، تو ترقی یافتہ زمرے میں عام زمرے کے امیدوار کو سنیارٹی دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ حیثیت ہونے کی وجہ سے، اور مدعا علیہ نمبر 6 کو ڈی ایس کے میں ترقی دی گئی۔ سبھر وال کے معاملے کے ساتھ ساتھ ویرپال سنگھ چوہان کے معاملے میں اس عدالت فیصلے سے بہت پہلے فروری 1991 میں ہی ٹریبونل کو اس کے سامنے دائر اوا ے کو مسترد کرنے میں مکمل طور پر جائز قرار دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ کہ کسی مخصوص کیڈر میں مخصوص زمرے کے امیدوار کے لیے مخصوص فہرست پر عمل کرنے کے بعد، عام زمرے میں خالی آسامیوں کو پر کرنے کے لیے بالکل کوئی پابندی نہیں ہے یہاں تک کہ مخصوص زمرے سے تعلق رکھنے والے امیدوار کے حق میں بھی اگر مذکورہ مخصوص زمرے کا امیدوار اپنی عمومی سنیارٹی کی بنیاد پر اس کا حقدار ہے، ہمارے سامنے ایسا کوئی مواد نہیں رکھا گیا ہے کہ مدعا علیہ نمبر 6 کی ترقی D.S.K.-II میں اس کی عمومی سنیارٹی کی بنیاد پر نہیں تھی۔ مذکورہ بالا احاطے میں، ہمیں ڈاکٹر راجیو دھون کے دلیل میں کوئی بنیاد نہیں ملتی ہے اور خصوصی اجازت کی درخواست کو ناکام ہونا چاہیے۔

جی۔این۔

درخواست مسترد کر دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
I am the author of this document

15.07.24